سبع سنابل

جسے بارگاہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ
والثنا میں شرف قبول حاصل ہُوا

مصنف
میر عبدالواحد بلگرامی

مترجم
مفتی محمد خلیل خان برکاتی

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ)

سبع سنابل

جسے بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں شرفِ قبول حاصل ہوا

مصنّف

میر عبدالواحد بلگرامیؒ

مترجّم

مُفتی محمّد خلیل خاں برکاتی

مُقدّمہ

از

پروفیسر ڈاکٹر محمّد ایوب قادری

ناشر

حامد اینڈ کمپنی۔ مدینہ منزل، ۳۸۔ اُردو بازار۔ لاہور

کتاب	:	سبع سنابل
مصنف	:	میر عبدالواحد بلگرامی
مترجم	:	مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
مصحح	:	محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
مطبع	:	رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
خوشنویس	:	غلام رسول
الطبع اوّل	:	۱۹۸۲ء
الطبع الثانی	:	۱۹۹۹ء
ناشر	:	فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
ہدیہ	:	165 /=

کے عرس میں حاضر آتا ہوں کہ مزارِ مبارک کا طواف کروں اور اُن کے خلفار کی قدمبوسی کروں اور یہ لوگ میری طرف کچھ توجہ نہیں کرتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب خیر آباد نہ آوں گا۔ اور اس تاریخ سے پھر کبھی خیر آباد نہ آئے۔

حاسداں را، از حسد، در تن رگیست
چو دُمِ کژدُم، ہمیں جُنبد بہ نیش

جنبشِ دُمِ کژدماں را عادتیست
زد شود، مردِ سلیم از دو دریش

حاسدوں کے بدن میں حسد کی ایک رگ ہوتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک جو ہر وقت ہلتا رہتا ہے۔ بچھو کی طرح ڈنگ رکھنے والوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ حرکت میں رہیں جس سے کہ صحیح آدمی درد کی وجہ سے زخمی ہو جائے۔

حضرت مخدوم شیخ صفی کے تمام خلیفہ اہلِ علم تھے اور آپ نے کسی جاہل کو خلافت نہ دی۔ یہ فقیر بھی شیخ صفی کا مرید ہے اور مخدوم شیخ حسین سے خلافت رکھتا ہے۔ یہ مخدوم شیخ حسین، شیخ صفی کے ایک خلیفہ تھے مخدوم شیخ حسین کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ پہلے آپ ایک مالدار، وجاہت والے اور دور رس آدمی تھے۔ تیر اندازی، چوگان اور سپاہ گری کے باقی فنون میں ایسے کامل تھے کہ بادشاہوں سے بھی آپ کا حال پوشیدہ نہ تھا۔ بخشش کا یہ عالم تھا کہ سونا چاندی، آپ کے نزدیک پتھروں اور ڈھیلوں کے برابر تھے اور گھوڑے آپ کی نظر میں گایوں اور بکریوں کی مانند۔ آپ پر اچانک لطفِ خداوندی کا جذب طاری ہوا اور آپ کو تمام دنیاوی گندگیوں سے پاک کر دیا۔ آپ نے اپنا تمام سامان لٹا دیا اور لوگوں کو سونپ ڈالا اور خود مجذوب مطلق ہو گئے۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے اُن کے دل میں کچھ باقی نہ رہا۔ اسی حالت میں آپ سے بہت سی کرامتیں صادر ہوئی تھیں کہ لوگوں کے دل کی چھپی باتیں بھی معلوم کر لیتے۔ چند سال تک آپ دنیا کے گوشوں میں سیاحت فرماتے رہے۔ نیت یہ تھی کہ کوئی ایسا پیر مل جائے جو اللہ کا راستہ دکھلائے۔ آپ جس درویش کو سنتے اور جس بزرگ کو دیکھ لیتے۔

اس کی طرف متوجہ ہوتے ۔ تھوڑی مدت کے بعد ہی انہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ اسرار سے خالی ہے تو اسے چھوڑ دیتے ۔ بعض اوقات آپ اپنے آپ سے گزر جاتے اور جذب کی حالت میں شراب اور بھنگ پی بیٹھتے ۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب کا شوق اتنا غالب آجاتا کہ آپ ہلاکت کے قریب ہو جاتے اس وقت آپ سے شراب اور بھنگ کے شوق کا غلبہ اتر جاتا اور آپ ہلاکت سے بچ جاتے ۔ گویا یہی شراب اور بھنگ آپ کے لیے دوا بن چکی تھی ۔ مست ہاتھی بھی آپ کے مقابلہ پر نہ آسکتا اور بھاگ جاتا ۔ جو بات جیت آپ کرنا چاہتے اُسے شعروں اور دوہروں میں ادا کرتے اور بغیر تامل و غور کے آپ بیت اور دوہرہ فی البدیہہ کہہ لیتے کہ اگر میں اُن سب کو لکھنا چاہوں تو تحریر بڑھ جائے ۔ ہاتف کی آواز دو مرتبہ آپ کے کان میں پہنچ چکی تھی ۔ کہ آپ کا گزر کاکوری میں ہوا ۔ حضرت قاضی محمد منّ اللہ کا چرچا سُنا ۔ اُن سے ملاقات کی ۔ کچھ دن اُن کی خدمت میں رہے ۔ عقیدت سے اُن کی طرف متوجہ ہوئے ایک رسالہ جو قاضی محمد منّ اللہ نے لکھا تھا اُسے دیکھا اور پسند فرمایا اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر قلم اور کاغذ ہوتا تو یہ رسالہ میں نقل کر لیتا ۔ بندگی قاضی محمد نے کاغذ اور دوات حاضر کی ۔ مخدوم نے وہ رسالہ لکھ کر لے لیا مگر اب بھی آپ کو بالکلیہ اعتقاد نہ ہوا تھا اس لیے کہ آپ کو اُن کے دلی ارادوں کی بھی خبر تھی ۔

آپ وہاں سے رخصت ہوئے اور دہلی پہنچے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے روضہ پر حاضر ہوئے اور رات کو کچھ مراقبہ کر کے سو رہے کہ آج حضرت خواجہ مجھ سے کیا فرماتے ہیں ۔ میں کیا کروں اور کس کے پاس جاؤں ۔ حضرت خواجہ نے خواب میں فرمایا کہ "ہم نے تمہیں چشتیوں کے حوالہ کیا" جب آپ سوتے سے اُٹھے تو خیال ہوا کہ دنیا میں چشتی تو بہت ہیں مجھے کون سے چشتی پیروں کے حوالے کیا ہے ۔ دوسری رات بھی مراقبہ کر کے سو گئے حضرت

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خود خواب میں تشریف لائے اور ایک روٹی کا ٹکڑا جو آپ کے ہاتھ میں تھا انہیں دے کر فرمایا کہ "ہم نے تمہیں شیخ مینا کے فرزندوں کے حوالہ کیا" صبح کی نماز کے بعد جب آپ چلنے لگے تو ایک فقیر ایک کاک یعنی روغنی کلچہ لایا اور انہیں دیا کہ حضرت مخدوم نے عنایت کیا ہے۔ آپ شہر قنوج میں پہنچے اور لوگوں سے پوچھا کہ مخدوم شیخ مینا کے خلفاء میں کون کون حیات ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ مخدوم شیخ مینا کے خلیفہ مخدوم شیخ سعد تھے اور اُن کے دو خلیفہ حیات ہیں۔ ایک قاضی محمد منّ اللہ کاکوری ہیں اور دوسرے مخدوم شیخ صفی (قدس اللہ روحہما) سائیپور ہیں۔ دل میں سوچا کہ قاضی محمد منّ اللہ سے تو واقف ہوں پہلے میں کاکوری چلوں اگر وہیں کا حصّہ ہے تو خیر، ورنہ پھر مخدوم شیخ صفی کی خدمت میں چلیں گے۔

جب گنگا پار کی تو یہ تجویز کیا کہ آج تو ملانوہ چلیں اور ملانوہ سے سندیلہ پہنچیں اور سندیلہ سے کاکوری۔ لوگوں سے ملانوہ کا راستہ پوچھ کر چل دیئے۔ دوپہر تک چلتے رہے۔ راستہ میں ایک طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ ملانوہ یہاں سے کتنی دور ہے۔ اس نے کہا ملانوہ یہاں کہاں ؟ تم تو بنگرمؤ میں ہو۔ دل میں خیال کیا کہ مجھے ملانوہ کے راستہ سے بنگرمؤ میں لایا گیا ہے۔ شاید میرا حصہ مخدوم شیخ صفی کی طرف ہے۔ اس طالب علم سے پوچھا کہ تم مخدوم شیخ صفی کو جانتے ہو۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ میں تو ان کا مرید ہوں۔ فرمایا کہ اچھا قاضی محمد منّ اللہ کو جانتے ہو؟ کہا ہاں جانتا ہوں۔ فرمایا۔ دونوں بزرگوں میں کتنا فرق ہے ؟ اس نے کہا کہ میں کون ہوں جو دو بزرگوں کے درمیان کوئی فرق کروں۔ فرمایا میں ان کی راہ اور روش پوچھ رہا ہوں۔ جواب دیا کہ قاضی محمد منّ اللہ نے جاگیر اور ریاست قبول کر لی ہے اور ان کی ماتحتی میں چند گاؤں بھی ہیں اور مخدوم شیخ صفی نے کوئی جاگیر اور ریاست قبول نہیں کی ہے۔ جب یہ بات آپ نے سُنی۔ خیال آیا کہ جب میں نے دُنیا سے علاقہ توڑلیا ہے تو مناسب یہ ہے

(امام ابویوسف و امام محمد) کے درمیان کوئی بحث ہوتی اور ابویوسف کی بات وزنی دیکھتے تو فرماتے کہ بات وہی ہے جو یہ کہتے ہیں اور ان کا نام نہ لیتے اور اگر امام محمد کی بات راجح پاتے تو فرماتے کہ بات وہ ہے جو امام محمد کہتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی مشکل پیش آتی تو اس درویش کی خدمت میں حاضر ہوتے جو آپ کے زمانہ میں موجود تھا۔ آپ دوزانو ہو کر ادب کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھتے اور ہر مرتبہ اپنی مشکلیں اُن سے حل کراتے۔

منقول ہے کہ جب خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ نے بلخ کی بادشاہت، مردانہ وار چھوڑی اور معرفتِ الٰہی کے راستہ میں قدم رکھا تو خیال گزرا کہ مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ دنیا بھر کے مقتدا ہیں مجھے پہلے ان کی خدمت میں چلنا چاہیئے چنانچہ آپ کوفہ پہنچے۔ امام کو بھی اس کی خبر پہنچی کہ ابراہیم ادہم ملاقات کے لیے آرہے ہیں۔ آپ اُن کے استقبال کے لیے تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات کی۔ حضرت ابراہیم ادہم نے دریافت کیا کہ اے امام میرے حق میں کیا ارشاد ہے، مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ امام نے جواب دیا کہ تمہیں علم حاصل کرنا چاہیئے۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا کہ اے امام منجملہ علوم ایک حدیث ہم تک پہنچی تھی کہ ترک الدُّنیا راسُ کل عبادۃٍ وحُبُّ الدُّنیا راسُ کُلّ خطیئۃ۔ دنیا کا ترک ہر عبادت کی بنیاد ہے اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل"۔ ہم نے اسی پر عمل کیا۔ تم کو اتنا علم ملا بھلا بتاؤ کہ تم نے بھی کوئی کام کیا۔ حضرت امام یہ خبر سُن کر مدہوش ہوگئے اور کچھ دیر کے بعد ہوش میں آئے تو فرمایا کہ تمہیں تحصیل علم کی ضرورت نہیں اہلِ معرفت کی صحبت اختیار کرو"۔

مقصود یہ کہ اصحاب تصوف میں اکثر مجتہد بھی گزرے ہیں اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ کل طریقۃٍ ردّتہ الشریعۃ فھی زندقۃ۔ ہر طریقت جسے شریعت ٹھکرا دے زندقہ ہے"۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کو دیکھو کہ ہوا پر اڑتا ہے یا پانی پر چلتا ہے اور اس کا پیر تر نہیں ہوتا۔ یا

آگ میں گھستا ہے اور نہیں جلتا یا غیب کی خبریں دیتا ہے اور اسی طرح کی اور باتیں اُس میں ہیں ۔ اس کے باوجود اس میں ذرہ برابر شریعت کا خلاف پاؤ تو سمجھ لو کہ وہ اپنے وقت کا زندیق اور ملحد ہے ۔ لہٰذا یہ طریقت کے مجتہدین جنہوں نے شریعت میں اس قدر احتیاط برتی ہے ۔ اگر بیعت بدعت ہوتی تو ہرگز وہ لوگ اس کو راہ عرفان کا رہبر نہ بناتے اور پیری مریدی کو اصل مستحکم اور بنیاد محکم نہ جانتے ۔ متقدمین مشائخ سے منقول ہے کہ جب وہ کسی درویش کو دیکھتے کہ وہ شریعت کے آداب کو قصداً ترک کرتا ہے تو اس کو درویشی کے دائرہ سے خارج سمجھتے اور اُسے بزرگوں کے گروہ سے شمار نہ کرتے ۔ ایک مرتبہ چند درویش کسی بزرگ کی ملاقات کے لیے گئے ۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ قبلہ کی جانب اپنے منہ کا تھوک پھینکتا ہے تو اس سے ملاقات نہ کی اور اس کی اس حرکت کو بُرا سمجھ کر واپس لوٹ آئے ۔ اور اگر ان میں سے کوئی شخص کسی مستحب یا ادب کو بلا قصد چھوڑ بیٹھتا تو اُسے کوئی سخت مشکل پیش آتی اور چند روز تک اس کی مصیبت کے ماتم میں گریہ وزاری کرتا اور دوسرے لوگ اُس کی مزاج پرسی کو آتے ۔

منقول ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کوئی لغزش واقع ہوگئی ، تمام عمر جب آپ کوئی سفید کپڑا پہنتے تو بے اختیار روتے اور خود سے مخاطب ہوکر کہتے کہ تو وہی تو ہے جس سے ایسی حرکت ہو چکی ہے ۔ اور وہی شخص تو ہے کہ جس سے فلاں غلطی ہو چکی ہے ۔ اسی طرح تمام اسلاف کا طریقہ تھا ۔ محال ہے کہ وہ کسی بدعت کو ایسے اہتمام سے اختیار کریں یا اصل سنت میں ذرّہ برابر زیادتی یا کمی گوارا کریں لہٰذا ایسوں پر بدعت کی بدگمانی کرنا گمراہی ہے ۔ اور اللہ کہ بیعت کو باطل سمجھنا خود ہی باطل ہے ۔ اس باب میں ہم کہاں تک لکھے جائیں ۔

اگر در سعادت سرائے کس است   ز گفتار سعدیش حرفے بس است